بیت اللہ

مولانا صوفی عبدالحمید سواتی

انسانی اجتماعیت اور آبادی کا محور

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر نزولِ قرآن کے ہزاروں سالہ دور میں عرب کے خطہ میں کوئی منظم حکومت نہیں تھی۔ یہاں پر قبائلی نظام رائج تھا مصر، شام، روم، ایران اور ہندوستان وغیرہ میں تو باقاعدہ حکومتیں تھیں مگر جزیرہ نمائے عرب میں کوئی مرکزی تنظیم نہیں تھی اس افراتفری اور نفسا نفسی کے عالم میں بھی اللہ تعالیٰ نے حرم پاک کو لوگوں کے قیام اور بقا کا ذریعہ بنا رکھا تھا سال بھر میں چار حرمت والے مہینوں کے دوران لڑائی بند رہتی تھی۔ قافلے بلا روک ٹوک سفر کر سکتے تھے۔ خوب تجارت ہوتی تھی اور لوگوں کو امن حاصل ہوتا تھا اور یہ سب کچھ بیت اللہ شریف کے احترام کی وجہ سے ہوتا تھا۔ یہاں پر لوگوں کے قیام سے مراد یہ ہے کہ اس محترم گھر کی وجہ سے لوگ قائم ہو سکتے تھے یعنی اپنی زندگی بسر کر سکتے تھے۔ اگر امن وامان کے یہ چار مہینے بھی لوگوں کو میسر نہ ہوتے تو جنگ و جدال اور لوٹ مار کی وجہ سے ہر قسم کا کاروبار کھیتی باڑی اور تجارت ٹھپ ہو کر رہ جاتے اور لوگوں کو زندگی گزارنا محال ہو جاتا۔ قیام کا یہ معنی سورۃ نساء میں یوں بیان ہوا ہے۔ "وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا" اپنے مال بے وقوفوں کے سپرد نہ کرو۔ اللہ نے تمہارے لیے یہ گزران کا ذریعہ بنائے ہیں۔ بیت اللہ شریف بھی اسی لحاظ سے ذریعہ معاش ہے اور اس کی بدولت لوگ گزر اوقات کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا بھر کے لوگوں کو حکم ہے وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا کہ وہ صاحب استطاعت ہیں تو زندگی بھر میں کم از کم ایک دفعہ بیت اللہ شریف کا حج کریں۔ جب لوگ وہاں جاتے ہیں تو کعبہ شریف کا طواف کرتے ہیں۔ تلاوت کرتے ہیں، صفا و مروہ کی سعی کرتے ہیں اور قربانی کرتے ہیں اور یہی چیزیں ہیں جن کی بدولت عازمین حج و عمرہ کو جسمانی، روحانی، علمی اور اخلاقی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ حج میں بھی فرمایا ہے کہ حج کے موقع پر لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ لوگوں کو بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے بیت اللہ شریف کو لوگوں کے قیام یعنی گزران کے ذریعے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تک وہاں عبادت ہوتی رہے گی طواف اور قربانی ہوتی رہے گی۔ نمازیں ادا ہوتی رہیں گی دنیا بھی قائم رہے گی

اور جب یہ چیزیں ختم ہو جائیں گی تو دنیا بھی قائم نہیں رہے گی۔ سورۃ آل عمران میں بیان ہوا ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا اللہ تعالیٰ کا اس سرزمین پر سب سے پہلا گھر یہی ہے جو لوگوں کی عبادت کے لیے مکہ معظمہ میں تعمیر کیا گیا اور یہ بڑی برکتوں والا گھر ہے بعض احادیث میں آتا ہے کہ حرم شریف میں ہر روز اللہ تعالیٰ کی ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں جن میں سے ساٹھ طواف کرنے والوں کے لیے اور باقی ساٹھ دیگر عبادت گزاروں کے لیے مخصوص ہیں۔ اللہ کی یہ خصوصی رحمتیں ہیں۔ دیگر برکات کے علاوہ ہیں۔ انہی کثرتِ فضائل کی وجہ سے دنیا بھر سے لوگ کھنچ کھنچ کر آتے ہیں اور گزران کا ذریعہ بنتے ہیں۔

بیت اللہ شریف ظاہری طور پر بھی پوری کائنات کا مرکز ہے اور روحانی طور پر بھی یہ اہلِ اسلام کا مرکز ہے جب تک مسلمان اس کی مرکزیت کو قائم رکھیں گے، خود انہیں دنیا میں مرکزی حیثیت حاصل رہے گی اور جب یہی مرکزیت (باقی صفحہ ۴۲ پر)